

عصر حاضر میں بینکاری نظام کی اسلامی تشکیل: ضرورت، اہمیت اور اثرات

Islamization of the Contemporary Banking System: Need, Significance, and Impacts

Muhammad Shahbaz

PhD Scholar Institute of Islamic Studies University of Karachi.

Email: drshahbazsalik@gmail.com

Dr. Muhammad Imran

Assistant Professor, Usool –ud-din department institute of Islamic Studies
University of Karachi.

Received on: 02-10-2025

Accepted on: 03-11-2025

Abstract

In the modern era, the banking system plays a central role in economic development at both national and global levels. However, the prevailing conventional banking system is largely based on interest (riba), which is strictly prohibited in Islam due to its unjust and exploitative nature. This situation poses serious religious, moral, and economic challenges for Muslim societies. As a result, the Islamization of the contemporary banking system has become an urgent necessity. This article explores the need, importance, and practical requirements of restructuring the modern banking system in accordance with Islamic principles. It discusses the fundamental differences between conventional and Islamic banking, highlighting key Islamic concepts such as prohibition of interest, risk-sharing, asset-backed financing, and ethical investment. The study also examines the role of Islamic banking in promoting economic justice, financial stability, and social welfare. Furthermore, it identifies practical challenges in the implementation of Islamic banking, including regulatory issues, institutional capacity, and public awareness. The study concludes that the Islamic transformation of the banking system is essential for establishing a just, ethical, and sustainable financial system that aligns with the objectives of Islamic law and meets the needs of contemporary society.

Keywords: Islamic Banking, Conventional Banking, Riba (Interest), Islamization of Banking System, Risk Sharing, Asset-Backed Financing, Ethical Investment, Economic Justice, Financial Stability, Shariah Compliance, Social Welfare

عصر حاضر کا مالی و معاشی نظام اس قدر بینکاری سے وابستہ ہو چکا ہے کہ ریاستی معیشت، نجی ادارے، کاروباری سرگرمیاں اور عام افراد کی روزمرہ زندگی سب کسی نہ کسی شکل میں بینکوں کے ذریعے چل رہی ہے۔ موجودہ عالمی بینکاری نظام کی بنیاد سود پر قائم ہے، جو سرمائے کو چند ہاتھوں میں مرکوز کر کے معاشی عدم توازن کو جنم دیتا ہے۔ اسلام نے سود کو قرآن و سنت میں صراحت کے ساتھ حرام قرار دیا ہے اور اسے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ سے تعبیر کیا ہے۔ اس بنا پر مسلم معاشروں کے لیے روایتی سودی بینکاری کو جوں کا توں قبول کرنا

دینی طور پر ممکن نہیں۔

اسلامی بینکاری کا تصور عدل، شراکت، نفع و نقصان کی منصفانہ تقسیم اور حقیقی معاشی سرگرمیوں سے وابستہ ہے۔ یہ نظام دولت کے ارتکاز کے بجائے اس کی منصفانہ گردش کو یقینی بناتا ہے۔ اسلامی اصولوں کے مطابق بینکاری نہ صرف حلال معاش کا ذریعہ بنتی ہے بلکہ معاشرتی انصاف اور اخلاقی اقدار کو بھی فروغ دیتی ہے۔ سود سے پاک نظام معاشی استحصال، غربت اور طبقاتی فرق کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اسی لیے بینکوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا محض ایک نظریاتی مطالبہ نہیں بلکہ ایک عملی، معاشی اور اخلاقی ضرورت بن چکا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے سودی بینکاری کی قباحت:

اسلام میں سود (ربا) کو سخت ترین اور کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، کیونکہ یہ فرد، معاشرہ اور معیشت — تینوں کو تباہ کن اثرات سے دوچار کرتا ہے۔ قرآن کریم نے سود کے بارے میں نہایت سخت اسلوب اختیار کیا ہے اور سودی لین دین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے:

﴿فَأَذِّنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾¹

”پس اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔“

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سود محض ایک معاشی خرابی نہیں بلکہ ایک سنگین دینی جرم ہے۔ سودی بینکاری کا بنیادی نقص یہ ہے کہ اس میں نفع کو محنت، تجارت اور خطرے کے بغیر یقینی بنا دیا جاتا ہے، جبکہ اسلام میں نفع کو ہمیشہ محنت، شراکت اور خطرے کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ سودی نظام میں سرمایہ دار بغیر کسی عملی کردار کے صرف سرمائے کی بنیاد پر منافع کماتا ہے، جب کہ نقصان کا سارا بوجھ مقروض پر ڈال دیا جاتا ہے۔

سودی بینکاری معاشی استحصال کو فروغ دیتی ہے، کیونکہ غریب اور ضرورت مند طبقہ اپنی مجبوری کے تحت قرض لیتا ہے اور سود کی بھاری شرح اسے مزید مقروض بنا دیتی ہے۔ نتیجتاً وہ غربت کے دائرے سے نکلنے کے بجائے مزید اس میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ دوسری طرف امیر طبقہ بغیر محنت دولت میں اضافہ کرتا رہتا ہے، جس سے طبقاتی فرق شدت اختیار کر جاتا ہے۔ یہی وہ صورت حال ہے جسے اسلام نے صریح ظلم قرار دیا ہے۔

اسلامی تصور معیشت عدل، مساوات اور رحمت پر قائم ہے، جبکہ سودی بینکاری حرص، خود غرضی اور بے حسی کو جنم دیتی ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزْبِي الصَّدَقَاتِ﴾²

”اللہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ سود بظاہر مال میں اضافہ کرتا ہے، مگر درحقیقت وہ برکت کو ختم کر دیتا ہے۔ سودی نظام معاشرے

میں بے اعتمادی، نفسانیت اور معاشی عدم استحکام پیدا کرتا ہے، جبکہ اسلامی مالی نظام باہمی تعاون، شراکت اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ اسی بنا پر اسلام نہ صرف سود کو حرام قرار دیتا ہے بلکہ سودی بینکاری سے مکمل اجتناب کا حکم دیتا ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں سودی نظام کا خاتمہ اور اسلامی اصولوں پر مبنی بینکاری کا نفاذ ہی حقیقی عدل، معاشی توازن اور اخلاقی پاکیزگی کی ضمانت بن سکتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے سودی بینکاری کی قباحت کے بارے میں قرآن کریم میں متعدد واضح اور سخت آیات وارد ہوئی ہیں، جو سود کی حرمت، اس کے نقصانات اور اس کے انجام کو بیان کرتی ہیں۔ اہم آیات درج ذیل ہیں:

1. سود کو اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دینا

قرآن کریم میں سود (ربا) کے بارے میں نہایت سخت موقف اختیار کیا گیا ہے اور اسے مسلمانوں کے لیے محض مالی گناہ نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا گیا ہے۔ یہ بیان اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ سود صرف ایک اقتصادی مسئلہ نہیں بلکہ ایک دینی اور اخلاقی بحران ہے جو انسان کی روح، معاشرت اور معیشت کو متاثر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَقْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾³

”پس اگر تم نے (سود نہ چھوڑا) تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔“

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ سود میں ملوث ہونا صرف مالی نقصان کا سبب نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت کے دشمنی کا مظہر ہے۔ سود خور معاشرت میں ظلم اور استحصال کو فروغ دیتے ہیں، جبکہ اسلامی معاشرت عدل، انصاف اور مساوات پر قائم رہتی ہے۔

2. سود خوروں کی قیامت کے دن ہولناک حالت

قرآن نے سود خوروں کے قیامت کے منظر کو انتہائی خوفناک اور غیر معمولی انداز میں بیان کیا ہے، تاکہ انسان اس کے سنگین نتائج کو سمجھ سکے۔ آیت کے مطابق سود خور نہ صرف روحانی لحاظ سے نقصان میں ہیں بلکہ قیامت کے دن ان کی حالت بے قابو اور حواس باختہ ہوگی، جیسے کوئی شخص شیطان کے اثر میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَفْقَهُمُونَ إِلَّا كَمَا يَقُولُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾⁴

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن ایسے اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔“

3. سود کی برکت کا ختم ہونا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ سود (ربا) نہ صرف حرام ہے بلکہ اس میں کسی بھی قسم کی برکت نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ﴾⁵

”اللہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“

سود میں برکت کا فقدان ہوتا ہے، سود بظاہر مال میں اضافہ کرتا ہے، مگر حقیقت میں وہ دولت کو بے برکت اور بے اثر بناتا ہے۔ یعنی جو شخص

سود کھاتا ہے، اس کی کمائی میں اللہ کی برکت شامل نہیں ہوتی۔ یہ مال روحانی اور معاشرتی دونوں اعتبار سے نقصان دہ ہوتا ہے۔

4. اہل ایمان کو سود چھوڑنے کا قطعی حکم

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سود کے تمام معاملات سے باز رہنے اور ایمان کی حفاظت کرنے کی صریح ہدایت دی ہے۔ یہ آیت نہ صرف سود کے حرام ہونے کی تصدیق کرتی ہے بلکہ باقی ماندہ سود کو فوراً ترک کرنے کا حکم بھی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ اپنی معیشت کو پاکیزہ اور عدل و انصاف کے دائرے میں رکھیں تاکہ ان کی عبادات اور زندگی دونوں برکتوں سے مالا مال ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾⁶

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔“

5. سابقہ امتوں پر سود کی حرمت

سود کی ممانعت نئی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اقوام اور امتوں کے لیے اسے ممنوع قرار دیا، اور ان پر اس کا عمل نہ کرنے کا سخت حکم تھا۔ سابقہ امتوں کی مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کے احکام کی نافرمانی ہمیشہ نقصان اور عذاب کا سبب بنتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کی مثال پیش کرتے ہوئے واضح فرمایا ہے کہ سود لینا صریحاً حرام تھا اور انہیں اس سے روکا گیا تھا، مگر انہوں نے اس حکم کی نافرمانی کی:

﴿وَأَخَذَهُمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ﴾⁷

”اور ان کے سود لینے کے سبب، حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا۔“

اس آیت کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ سودی نظام میں ملوث ہونا نہ صرف گناہ ہے بلکہ سابقہ امتوں کی طرح دینی ہدایت کی نافرمانی بھی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کے لیے سود سے مکمل اجتناب اور حلال و پاکیزہ مالی نظام اختیار کرنے کا حکم دیا۔

سودی بینکاری کی معاشرتی قباحتیں

سودی بینکاری محض ایک مالی نظام نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرتی ڈھانچہ ہے جو انسانی اقدار، عدل اجتماعی اور باہمی ہمدردی کو شدید طور پر متاثر کرتا ہے۔ اس نظام میں سرمایہ چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتا ہے جس سے طبقاتی تفاوت بڑھتا ہے۔ سودی لین دین باہمی تعاون کے بجائے استحصال کو فروغ دیتا ہے اور معاشرے میں بے رحمی اور خود غرضی کو جنم دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں غریب مزید مقروض اور کمزور ہوتا چلا جاتا ہے، جبکہ امیر بلامحنت نفع حاصل کرتا ہے۔ یہی وجوہات سودی بینکاری کو اسلامی معاشرتی اصولوں کے سراسر منافی ثابت کرتی ہیں۔ سودی بینکاری کی چند معاشرتی قباحتیں درج ذیل ہیں:

1- طبقاتی تفاوت

سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ یہ نظام معاشرے میں "طبقاتی تفاوت" کو شدید کر دیتا ہے، کیونکہ اس میں امیر طبقہ بغیر محنت کے مزید

دولت جمع کرتا ہے جبکہ غریب سود کے بوجھ تلے دبتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں امیر اور غریب کے درمیان خلیج بڑھتی رہتی ہے، جو سماجی عدم توازن کا سبب بنتی ہے۔

2۔ معاشی استحصال

سودی نظام "معاشی استحصال" کو فروغ دیتا ہے، کیونکہ ضرورت مند انسان اپنی مجبوری کے تحت قرض لیتا ہے اور سود کی مسلسل ادائیگی اسے خود کفیل بننے نہیں دیتی۔ نتیجتاً غربت ایک دائمی مسئلہ بن جاتی ہے۔ سودی بینکاری میں انسانی ہمدردی، تعاون اور خیر خواہی کے بجائے خود غرضی اور منافع پرستی کو فوقیت حاصل ہوتی ہے، جس سے معاشرتی اقدار کمزور پڑ جاتی ہیں۔

3۔ محنت اور پیداوار کی حوصلہ شکنی

ایک بڑی قباحت یہ بھی ہے کہ سودی نظام میں "محنت اور پیداوار کی حوصلہ شکنی" ہوتی ہے، کیونکہ سرمایہ دار کو بغیر کسی عملی کردار کے یقینی منافع حاصل ہوتا ہے۔ اس سے کاروباری جمود، بے روزگاری اور معاشی سست روی جنم لیتی ہے۔ مزید یہ کہ سودی قرضوں کے باعث افراد ذہنی دباؤ، بے چینی اور خانہ دانی تنازعات کا شکار ہو جاتے ہیں، جو معاشرتی سکون کو متاثر کرتا ہے۔

4۔ دولت کے ارتکاز

سودی بینکاری "دولت کے ارتکاز" کا سبب بنتی ہے، جس سے معاشرے میں طاقت اور وسائل چند ہاتھوں تک محدود ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں سماجی ناانصافی، بد اعتمادی اور انتشار بڑھتا ہے۔ مجموعی طور پر سودی نظام معاشرے کو عدل، مساوات اور باہمی تعاون کے بجائے ظلم، حرص اور خود غرضی کی طرف لے جاتا ہے، جو اسلامی معاشرتی اصولوں کے سراسر خلاف ہے۔

بینکوں کو اسلامیانے کی دینی ضرورت

بینکوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی سب سے بنیادی اور فیصلہ کن وجہ دینی ہے، کیونکہ اسلام محض عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر نظام حیات ہے جو انسان کے عقائد، اخلاق، معاشرت اور معیشت — سب کو اپنے دائرہ کار میں لیتا ہے۔ قرآن کریم میں بار بار "حلال و حرام" کی تمیز کو ایمان کا لازمی تقاضا قرار دیا گیا ہے، اس لیے ایک مسلمان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کا اہتمام کرے مگر اس کی معیشت سود اور حرام بنیادوں پر استوار ہو۔

قرآن کریم میں اہل ایمان کو بار بار حلال کمائی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾⁸

”اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ۔“

یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مسلمان کی معاشی زندگی پاکیزہ اور حلال بنیادوں پر ہونی چاہیے۔ سودی بینکاری چونکہ قرآن و سنت کی رو سے حرام ہے، اس لیے اس پر مبنی نظام میں رہتے ہوئے دینی زندگی کی تکمیل ممکن نہیں۔

اسلامی شریعت میں مال کے ذرائع کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ کمائی کی پاکیزگی براہ راست انسان کی عبادات، اخلاق اور روحانیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر روزمرہ مالی معاملات حرام بنیادوں پر ہوں تو عبادات کی روح اور قبولیت متاثر ہو جاتی ہے۔ موجودہ سودی بینکاری نظام چونکہ قرآن و سنت کی رو سے صریح حرام ہے، اس لیے اس نظام کے تحت مالی لین دین مسلمان کے ایمان کے لیے ایک مسلسل خطرہ بن جاتا ہے۔

بینکوں کو اسلامیانے کی دینی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اسلام سود کے بجائے "عدل، شراکت اور باہمی رضامندی" پر مبنی مالی نظام پیش کرتا ہے۔ اسلامی بینکاری کے عقود— جیسے مضارہ، مشارکہ، مراہمہ اور اجارہ— سرمایہ اور محنت کے درمیان منصفانہ تعلق قائم کرتے ہیں، جس سے ظلم، استحصال اور یک طرفہ فائدے کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یہ اصول نہ صرف شریعت کے مطابق ہیں بلکہ اسلامی تصور عدل کے عملی مظاہر بھی ہیں۔

چنانچہ اللہ کریم کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾⁹

”بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔“

اسلامی بینکاری سود کے بجائے مشارکہ، مضارہ اور دیگر شریعت کے مطابق عقود کے ذریعے عدل کو عملی شکل دیتی ہے، جبکہ سودی بینکاری ظلم اور یک طرفہ فائدے پر قائم ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے سود کے پورے نظام پر لعنت فرمائی:

«لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤَكَّلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ»¹⁰

”رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں سب پر لعنت فرمائی۔“

مزید یہ کہ اسلامی بینکاری مسلمانوں کو "حلال کمائی اور پاکیزہ سرمایہ کاری" کا راستہ فراہم کرتی ہے، جس سے دل میں دینی اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کی آمدن، بچت اور سرمایہ کاری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہے تو اس کے ایمان میں پختگی اور عبادات میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سودی نظام میں ملوث رہنے والا مسلمان اکثر اضطراب اور احساس گناہ کا شکار رہتا ہے، جو دینی زندگی کے لیے نہایت نقصان دہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی کمائی کی پاکیزگی کو دینی زندگی کی بنیاد قرار دیا۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا»¹¹

”اللہ پاک ہے اور صرف پاکیزہ (مال و عمل) کو قبول فرماتا ہے۔“

اسی حدیث میں آگے ایک ایسے شخص کا ذکر ہے جو بظاہر عبادات میں مشغول ہے مگر اس کی کمائی حرام ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اگر مالی نظام حرام ہو تو عبادات کی روح اور قبولیت بھی متاثر ہوتی ہے۔

تحقیقی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اسلامی بینکاری محض سود سے اجتناب کا نام نہیں بلکہ ایک "متبادل دینی معاشی نظام" ہے، جو شریعت کے

مقاصد (مقاصد شریعت) یعنی دین، جان، مال، عقل اور نسل کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ بینکوں کو اسلامیانے کا مطلب یہ ہے کہ اجتماعی سطح پر حرام کے دروازے بند کیے جائیں اور حلال معیشت کو فروغ دیا جائے، جو ایک اسلامی ریاست اور مسلم معاشرے کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ لہذا بینکوں کو اسلامیانے کی ضرورت محض ایک اختیاری یا وقتی مسئلہ نہیں بلکہ ایک ناگزیر دینی تقاضا ہے۔ جب تک مسلمان اپنے مالی نظام کو قرآن و سنت کے تابع نہیں بنائیں گے، اس وقت تک ان کی دینی زندگی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اسلامی بینکاری دراصل ایمان اور معیشت کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کا عملی ذریعہ ہے، جو مسلمان کو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کی راہ دکھاتی ہے۔

اسلامی بینکاری کا تعارف

اسلامی بینکاری کا لفظ استعمال ہوتے ہی ذہن میں خود بخود یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا مالیاتی ادارہ ہے جو سود سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام امور (انتظامی ہوں یا معاملاتی) میں شریعت اسلامی کی پابندی کرتا ہو۔ لیکن بالعموم لوگوں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اسلامی بینکاری سے مراد ایک ایسا مالیاتی ادارہ ہے جس کا صرف سود سے پاک ہونا ہی کافی ہے، لیکن یہ تصور غلط ہے۔ اسلامی بینکاری نظام کے قائم کردہ اہل علم حضرات، علماء کرام اور معاشیات اسلامی کے ماہرین اس نظام کی جو تعریف بیان کرتے ہیں اُس کے مطابق اسلامی بینکوں یا اسلامی مالیاتی اداروں کا صرف سود سے پاک ہونا ہی کافی نہیں بلکہ تمام امور میں شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا لازم و ملزوم ہے۔ بہر حال علماء کرام اور معاشیات اسلامی کے ماہرین اسلامی بینکاری نظام کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

جامع فیروز اللغات اردو میں اسلامی بینکاری نظام کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

اسلامی بینکاری یا اسلامی بینکاری ایک ایسا نظام ہے جس میں تمام امور شریعت اسلامی کے مطابق انجام پزیر ہوں اور اسلامی معیشت کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قائم کیا گیا ہو۔ اسلامی بینکاری نظام میں بینک میں امانت رکھنے یا قرض لینے کی صورت میں جو منافع کا لین دین ہوتا ہے اسے ربا اور سود سمجھا جاتا ہے، معاشی سرگرمی کا اکثر حصہ مشارکت اور مضاربت کے اصول کے تحت انجام پاتا ہے، اور مرابحہ کو بدرجہ مجبوری اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ دور کے اکثر اسلامی بینکوں میں مرابحہ کا نظام زیادہ رائج ہوا ہے۔¹²

ڈاکٹر عبدالرزاق رحیم جدی اسلامی بینک کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

المصرف الاسلامی هو : مؤسسة مالية مصرفية تزاوّل اعمالها وفق احکام الشريعة الاسلامية¹³۔

اسلامی بینک سے مراد بینکنگ سے متعلق ایسا مالیاتی ادارہ ہے جو اپنے معاملات شرعی احکام کے مطابق انجام دے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی اسلامی بینک کی تعریف یوں کرتے ہیں:

اسلامی بینک سے مراد وہ ادارہ ہے جو دور جدید کے جائز مالی اور مصرفی معاملات کو حدود شریعت کے اندر رہتے ہوئے انجام دیتا ہو۔ حلال و حرام کے قواعد کا پابند ہو۔ ناجائز اور حرام تجارت مثلاً: ربا، غرر اور قمار وغیرہ سے اجتناب کرتا ہو۔¹⁴

اسلامی بینکاری کے بنیادی ستون

اسلامی بینکاری درج ذیل چھ بنیادی اصولوں پر قائم ہے:

1. مضاربہ (Mudarbah)
2. مشارکہ (Musharkah/Partnership)
3. مرابحہ (Murabaha)
4. سلم (Salam)
5. استصناع (Manufacturing)
6. اجارہ (Leasing)

مضاربہ (Mudarbah)

مضاربہ شراکت کی ایک شکل ہے جس میں ایک شریک دوسرے کو کاروبار میں لگانے کیلئے سرمایہ فراہم کرتا ہے سرمایہ کاری پہلے شخص کی طرف سے کی جاتی ہے اور اُسے ”رب المال“ کہا جاتا ہے اور کاروبار کا انتظام و انصرام اور عمل کی ذمہ داری دوسرے فریق کے ساتھ خاص ہے جسے ”مضارب“ کہا جاتا ہے۔ فقہ میں مضاربہ کی اصطلاح قراض اور مقارضہ کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ مضاربہ کے جواز کے بارے میں علامہ المرغینانی ”الہدایہ“ میں لکھتے ہیں:

مسلمانوں میں قراض کے جواز کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قبل اسلام دور میں یہ ایک باقاعدہ تجارتی طریقہ تھا اور اسلام نے اس کی توثیق کی اور سب اُس کی نوعیت پر متفق ہیں جس کے مطابق ایک شخص دوسرے کو سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ سرمایہ استعمال کرنے والا حالات کے مطابق نفع میں سے ایک خاص حصہ جیسے ایک چوتھائی، ایک تہائی یا نصف وصول کرتا ہے۔¹⁵

امام یحییٰ بن شرف نووی فرماتے ہیں:

القراض والمضاربة ان يدفع اليه مالا ليتجر فيه والربح مشترك -¹⁶

قراض اور مضاربہ کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص دوسرے کو مال دے تاکہ وہ تجارت کرے اور نفع دونوں میں مشترک ہو۔

اسی طرح امام مالک چنانچہ فرماتے ہیں:

والقراض جائز علی ما تراضی علیہ رب المال والعامل من نصف الربح او ثلثه او ربعه او اقل من ذلك او اکثر¹⁷.

بٹائی کا وہ نفع جائز ہے جس میں (فریقین) رب المال اور عامل راضی ہو جائیں (چاہے وہ پیداوار کا) نصف ہو، تہائی ہو، چوتھائی ہو، یا اس سے کم یا

زیادہ ہو۔

مشارکہ (Musharkah/Partnership)

مشارکہ اصل میں عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی شریک ہونا (حصہ دار بننا) ہے کاروبار اور تجارت کے سیاق و سباق میں اس سے مراد ایک ایسا مشترکہ کاروبار ہوتا ہے جس میں سب حصہ دار مشترکہ کاروباری مہم کے نفع یا نقصان میں شریک ہوتے ہیں یہ اسلامی معیشت میں

بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

سودی نظام میں فائنانسنگ کی طرف سے دیئے جانے والے قرضہ پر زائد واپس کی جانے والی مقدار پہلے سے طے کر لی جاتی ہے۔ جب کہ مشار کہ میں واپس کی جانے والی رقم کی شرح پہلے سے طے نہیں کی جاتی۔¹⁸

شریعت کی اصطلاح میں مشار کہ سے مراد ایک ایسا مشترکہ کاروبار ہوتا ہے جس میں تمام حصہ دار مشترکہ کاروباری مہم کے نفع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ۱۹۸۴ء میں "بلا سود بینکاری کے جو طریقے وضع کئے ان میں "مشار کہ" بھی شامل ہے اور "مشار کہ معاہدات" کے لئے راہنما اصول اور ضابطے بھی اسٹیٹ بینک کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں۔¹⁹

مراجہ (Murabaha):

مراجہ دراصل بیع کی ایک قسم ہے جس میں فروخت کنندہ اپنی چیز دوسرے کو بیچتے وقت یہ بتاتا ہے کہ یہ چیز اسے کتنے میں پڑی اور وہ اس پر کتنا نفع لے رہا ہے عصر حاضر میں اسلامی بینکاری کے اندر چند شرائط کے ساتھ بطور طریقہ تمویل اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

اسلامی بینکاری میں مراجہ کا طریقہ کار

اسلامی بینکوں میں مراجہ کے نام سے جو ٹرانزیکشن کی جاتی ہے اس میں صرف مراجہ ہی نہیں ہوتا بلکہ اور بھی بہت سے معاملات ہوتے ہیں لیکن چونکہ دوسرے معاملات اسی مراجہ کی تکمیل کیلئے عمل میں آتے ہیں اس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً ایک شخص کو کوئی سامان خریدنے کیلئے رقم کی ضرورت ہے وہ اگر عام سودی بینک کے سامنے اپنی اس ضرورت کو بیان کر دے گا تو وہ اسے سودی قرضہ دے گا۔ لیکن اسلامی بینک اس کی یہ ضرورت پوری کرنے کیلئے خود ہی وہ چیز خریدے گا اور اسے مطلوبہ چیز خریدنے کیلئے اپنا وکیل بنائے گا بینک کے وکیل کی حیثیت سے جب یہ شخص مطلوبہ چیز خرید کر اس پر قبضہ کرے گا تو بینک مراجہ کے طریقہ پر اسے وہ چیز بیچ دے گا، کلائنٹ قیمت کی ادائیگی یکمشت یا قسطوں میں کرے گا۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی مراجہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بیع المرابحة هو البيع براس المال ورنج معلوم وبشترط علمهما براس المال۔²⁰

بیع المرابحة ایک ایسی بیچ ہے جس میں اصل لاگت اور نفع معلوم ہو اور یہ لازمی شرط ہے کہ اصل لاگت کا علم دونوں (باع اور مشتری) کو ہو۔

بیع سلم یا سلم (Salam):

"بیع سلم" ایک ایسی بیچ ہے جس میں بیع (بیچی جانے والی چیز) کی تمام صفات، وزن، پیمائش، جنس، نوعیت اور مدت وغیرہ معلوم اور متعین ہو لیکن بیع فی الوقت موجود نہ ہو بلکہ اُس کا مستقبل میں وعدہ ہو البتہ اسکی مکمل قیمت پیشگی ادا کر دی گئی ہو یعنی رقم تو ایڈوانس ہو اور بیع اُدھار ہو یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ جو عمومی بیع کی شرائط سے مختلف ہے ورنہ عمومی بیع میں مندرجہ ذیل تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ بیع باطل ہوگی۔ (سوائے سلم اور استصناع کے)۔²¹

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

والسلم شرعا بيع موصوف في الذمة -²²

سلم کا شرعی معنی ایسی چیز بیچنے کی ذمہ داری اٹھانا ہے جس کی صفات بیان کر دی گئی ہوں۔

بیع سلم چند مخصوص شرائط کے ساتھ جائز ہے اور ایسا معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے انسانی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

بخاری اور مسلم میں رحمت عالم ﷺ کا فرمان موجود ہے۔

عن ابن عباس قال قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يسلفون بالتمر السننتين والثلاث فقال من اسلف في شيء فبي معلوم ووزن معلوم الى اجل معلوم -²³

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ پھلوں کے ایک دو یا تین سال کیلئے پیشگی سودے کر لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی چیز میں پیشگی سودا کرے تو اسے چاہیے کہ مقررہ ماپ میں مقررہ وزن میں اور مقررہ مدت تک کے لئے سودا کرے۔

استمناع (Manufacturing) :

استمناع وہ عقد ہے جس کے ذریعے آدمی اپنی مطلوبہ چیز کسی سے تیار کرواتا ہے جیسے کاریگر سے آرڈر پر فرنیچر بنوانا ”عقد استمناع“ ہے۔ گویا اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں خریدار کسی تیار کنندہ کو یہ آرڈر دیتا ہے کہ میرے لئے ان اوصاف کی حامل فلاں چیز تیار کر دو، اگر تیار کنندہ خریدار کے لئے مطلوبہ چیز تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے تو استمناع کا عقد مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ صنعت سے نکلا ہے یعنی آرڈر پر کوئی چیز بنوانا یا تیار کروانا یہ تیاری کسی کارخانہ، ورکشاپ یا فیٹری کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے اور دستی بھی۔

بیع سلم اور استمناع میں فرق:

1. استمناع ہمیشہ ایسی چیز پر ہوتا ہے جیسے تیار کرنے کی ضرورت ہو، جبکہ سلم ہر چیز کی ہو سکتی ہے خواہ اسے تیار کرنے کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

2. سلم میں یہ ضروری ہے کہ تمام قیمت پیشگی ادا کی جائے جبکہ استمناع میں یہ ضروری نہیں ہے۔

3. سلم کی بیع جب ہو جائے تو اسے یک طرفہ طور پر منسوخ نہیں کیا جاسکتا جبکہ عقد استمناع کو سامان کی تیاری شروع ہونے سے پہلے منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

علامہ کاسانی نے اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

فالقياس ان لا يجوز لانه بيع ما ليس عند الانسان لا على وجه المسلم وقد نهى رسول الله ﷺ عن بيع ما ليس عند الانسان وخص في السلم ويجوز استحساناً لاجتماع الناس على ذلك لانهم يعلمون ذلك في سائر الاعصار من نكير وقد قال عليه الصلاة والسلام لا تجتمع امتي على الضلالة وقال عليه السلام مارواه المسلمون قبيحاً فهو عند الله قبيحاً والقياس يترك بالاجماع ولهذا ترك القياس في دخول الحمام

بالأجرة من غير بيان المدة ومقدار الماء الذي يستعمل فيه - وما اشتمل على عقدين جائزين -²⁴

جہاں تک عقد استئصال کے جواز کا تعلق ہے تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ بیع جائز نہ ہو، کیونکہ ایسی چیز کی بیع ہے جو انسان کے پاس موجود نہیں ہے اور یہ سلم بھی نہیں ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ ایسی چیز کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے جو کہ انسان کے پاس نہیں، البتہ سلم کی اجازت دی گئی ہے وہ بھی استئصالاً جماع کی وجہ سے جو کہ کافی زمانوں سے چلا آ رہا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ رب العزت کے ہاں بھی اچھا ہے جس کو وہ برا جائیں اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔ جماع کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا گیا ہے، اس لئے قیاس کو ان جیسے بہت سارے معاملات میں ترک کیا گیا ہے، جیسے وقت اور پانی کے استعمال کے بغیر حمام میں ایک متعین اجرت کے بدلے غسل کرنا۔ استئصال کے عقد کرنے کی حجت بھی ہوتی ہے، کیونکہ بعض دفعہ انسان کو مخصوص جنس، مخصوص نوع اور مخصوص صفت کے موزے یا جوتے وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے اس کے مطلوبہ معیار کے مطابق تیار شدہ چیز بہت کم دستیاب ہوتی ہے اور اس مطلوبہ معیار کے مطابق استئصال کرنا پڑتا ہے۔ اگر اس کی نہ دی گئی تو لوگ تنگی میں پڑ جائیں گے جو عقد و معاملات پر مشتمل ہو اور وہ جائز بھی ہو تو شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

اسلامی بینکوں میں رائج استئصال:

اسلامی بینک استئصال (Manufacturing Contract) کی بنیاد پر دو طرح کے معاہدے کرتے ہیں۔

1۔ بحیثیت خریدار استئصال کا معاہدہ: جو شخص بینک یا مالیاتی ادارے سے رقم کے حصول کی خواہش رکھتا ہے اور وہ مینوفیکچر رہے تو بینک یا مالیاتی ادارہ بحیثیت خریدار اس کے ساتھ استئصال کا معاہدہ کرتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بینک مینوفیکچر کو یہ آرڈر دیتا ہے کہ وہ اس کے لئے ان صفات کی حامل چیز تیار کر دے۔ اس ضمن میں بینک کی جانب سے جو پیشگی رقم دی جاتی ہے اسے پیشگی قیمت تصور کیا جاتا ہے۔ مطلوبہ چیز تیار ہونے کے بعد بینک اس کو منافع پر مارکیٹ میں فروخت کرتا ہے۔

2۔ جن صارفین کو گھر، آلات، یا مشینری وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بینک انہیں طے شدہ صفات کے آلات، گھر اور مشینری فراہم کرنے کا معاہدہ کرتا ہے۔ اور صارف سے قیمت اقساط میں وصول کرتا ہے۔ یہاں واضح رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ بینک وہ چیز یا آلات خود ہی تیار کرے بلکہ وہ متوازی استئصال کے معاہدے کے ذریعہ کسی تیسرے فریق سے بھی وہ چیز تیار کروا سکتا ہے۔ لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ دونوں معاہدوں میں کوئی باہمی ربط نہیں ہونا چاہئے۔ اور شرعی نقطہ نگاہ سے کلائنٹ کو ایجنٹ مقرر کرنا، یا اسے کام کی نگرانی سونپنا بھی صحیح نہیں۔

علامہ محمد سلیمان الاشرق لکھتے ہیں: استئصال متوازی میں دونوں معاہدوں کے باہمی ربط، یا خریدار کو متوازی استئصال کے معاہدے کا وکیل بنانے، یا اس پر قبضہ کرنے، یا تعمیر کی نگرانی کرنے، یا کوئی ایسا کردار سونپنے جس سے بینک کا کردار سکنز کر صرف رقم کے لین دین پر نفع حاصل

کرنے تک محدود ہو جائے سے پرہیز کرنا چاہیے۔²⁵

اسلامی بینکوں میں مینوفیکچرنگ کا طریقہ کار:

اسلامی بینکاری میں ”استصناع“ کے درج ذیل طریقے رائج ہیں:

- (1) صارف بینک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ بینک اس کے لئے ایک بلڈنگ تیار کرے۔ اس ضمن میں وہ بینک کو ایک درخواست بھی پیش کرتا ہے جس میں اس بلڈنگ کی صفات، خصوصیات اور نقشہ وغیرہ ملحق ہوتے ہیں۔
- (2) درخواست کے ساتھ صارف ٹوکن منی کے طور پر کچھ رقم بھی بینک کو جمع کراتا ہے، ضمانت، اور ادائیگی کا طریقہ کار (کہ آیا ایک مشنت کرنی ہے، یا قسطوں میں) طے کرتا ہے۔ نیز اس کے ساتھ فنزبلٹی رپورٹ بھی جمع کراتا ہے۔
- (3) بینک فنزبلٹی رپورٹ کا ماہرین کے ساتھ جائزہ لیتا ہے۔
- (4) اگر بینک صارف کی اس پیشکش سے مطمئن ہے تو وہ اس سے فنانس کے حوالے سے آخری ڈاکو میٹیشن پیش کرنے کا مطالبہ کرتا ہے اور ضروری ضمانتیں فراہم کرنے کا کہتا ہے۔
- (5) حتمی اتفاق کے بعد صارف اور بینک کے درمیان مینوفیکچرنگ معاہدہ پر دستخط ہوتے ہیں جس میں طرفین کیلئے معاہدے کی ضروری پابندیوں کا ذکر ہوتا ہے۔

اجارہ (Leasing):

”اجارہ“ لیزنگ کا اسلامی نعم البدل ہے۔ شریعت کی رو سے ایسے تمام اثاثے جو استعمال سے ختم نہیں ہوتے اجارہ پر دیئے جا سکتے ہیں مثلاً مکان، کار یا کوئی مشینری وغیرہ۔ دوسرے لفظوں میں شریعت چند شرائط کے ساتھ جامد اثاثوں کے اجارے کی اجازت دیتی ہے۔ اسلامی بینک اجارہ کو کار، مشینری اور جائیداد کے علاوہ دیگر جامد اثاثوں کی فراہمی کے لئے استعمال کرتا ہے، اجارے کے تحت اسلامی بینک کسی اثاثے کو بازار سے خرید کر اپنی ملکیت میں لاتا ہے اور اپنے صارف کو یہ اثاثہ ایک طے شدہ شرح کے تحت کرائے پر دے دیتا ہے۔

اثاثوں کے ان کرایہ جات کا حساب کتاب اس انداز سے کیا جاتا ہے کہ بینک اپنی لاگت اور منافع دونوں وصول کر لیتا ہے معاہدہ اجارہ کے ختم ہونے پر صارف یہ اثاثہ ایک واجب قیمت پر خرید سکتا ہے اور اگر صارف اس اثاثے کو لینے میں دلچسپی نہ رکھتا ہو تو وہ یہ اثاثہ بینک کو واپس کر سکتا

ہے۔²⁶

درج بالا چند امور اسلامی معیشت کی بنیاد ہیں، اسلام تجارت و معیشت میں تسویہ و اعتدال کا علمبردار ہے اور اسلامی یہ تقاضا کرتا ہے کہ دولت کی تقسیم منصفانہ ہو، اسی سنہرے اصول کے پیش نظر حالیہ برسوں میں اسلامی بینکاری کو بہت عروج ملا اور سودی بینکاری کا گراف بہت کم ہوا ابھی وجہ ہے کہ مروجہ سودی بینکاری کے نمائندہ بینکوں میں بھی اسلامی بینکاری کی شاخیں یا اسلامی بینکاری کی ونڈوز کھل چکی ہیں، ہر چند کہ اسلامی بینکاری میں ابھی کچھ اصلاحات کی گنجائش موجود ہے تاہم اب بھی یہ نظام کافی حد تک معاشرے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

اسلامی بینکاری کے عملی اثرات

اسلامی بینکاری محض سود سے اجتناب کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مکمل معاشی و مالیاتی نظام ہے جو قرآن و سنت، فقہ اسلامی اور مقاصد شریعت کی بنیاد پر قائم ہے۔ اس نظام کے عملی اثرات فرد، معاشرہ، ریاست اور عالمی معیشت تک پھیلے ہوئے ہیں، جنہیں درج ذیل نکات کے تحت واضح کیا جاسکتا ہے:

1. معاشی عدل اور طبقاتی توازن کا قیام

اسلامی بینکاری کا بنیادی اصول مشارکت (Risk Sharing) ہے، جس میں نفع و نقصان دونوں فریقین کے درمیان تقسیم ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ﴾²⁷

اس اصول کے تحت سرمایہ چند ہاتھوں میں مرکوز نہیں ہوتا بلکہ معاشرے کے مختلف طبقات میں گردش کرتا ہے، جس سے طبقاتی تفاوت کم اور معاشی توازن قائم ہوتا ہے۔

2. حقیقی معیشت سے وابستگی اور مالی استحکام

اسلامی بینکاری میں تمام مالی معاملات حقیقی اثاثوں سے وابستہ ہوتے ہیں، جیسے مرابحہ، مشارکہ، مضاربہ اور اجارہ۔ اس کے برعکس سودی نظام میں فرضی اور غیر حقیقی مالیاتی سرگرمیاں عام ہیں، جو معاشی بحرانوں کو جنم دیتی ہیں۔

3. استحصال کے خاتمے اور سماجی تحفظ کا فروغ

اسلامی بینکاری کمزور اور محتاج طبقات کو سودی قرضوں کے بوجھ سے نجات دلاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے اور دینے والے سب پر لعنت فرمائی:

«لَعْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ الرَّبَا وَمُوكَلَّهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ»²⁸

اس کے نتیجے میں اسلامی نظام انسانوں کے درمیان ہمدردی، تعاون اور سماجی تحفظ کو فروغ دیتا ہے۔

4. اخلاقی اقدار اور دیانت داری کا فروغ

اسلامی بینکاری اخلاقی اصولوں جیسے امانت، شفافیت اور صداقت کو لازم قرار دیتی ہے۔ ہر لین دین میں دھوکہ، غرر اور جو ممنوع ہے۔ یہ پہلو نہ صرف مالی معاملات کو پاکیزہ بناتا ہے بلکہ کاروباری ماحول میں اعتماد کو فروغ دیتا ہے۔

5. حلال سرمایہ کاری اور معاشرتی فلاح

اسلامی بینکاری میں سرمایہ کاری صرف ان شعبوں میں کی جاتی ہے جو شرعاً جائز ہوں۔ شراب، جوا، فحاشی اور اسلحہ کی غیر اخلاقی تجارت جیسے شعبوں میں سرمایہ کاری ممنوع ہے۔ اس طرح اسلامی بینکاری معاشرے کی اخلاقی ساخت کو محفوظ رکھتی ہے اور فلاحی منصوبوں کو تقویت

دیتی ہے۔

6. غربت میں کمی اور روزگار کے مواقع

مشارکہ اور مضاربہ جیسے معاہدات چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار (SMES) کو فروغ دیتے ہیں، جس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ یہ امر غربت کے خاتمے اور خود کفالت کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

7. دینی اطمینان اور روحانی سکون

اسلامی بینکاری کا سب سے نمایاں عملی اثر یہ ہے کہ مسلمان اپنے مالی معاملات کو حلال دائرے میں رکھ کر دینی اطمینان حاصل کرتا ہے۔ قرآن کریم کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾²⁹

حلال کمائی عبادات کی قبولیت اور روحانی سکون کا ذریعہ بنتی ہے۔

8. ریاستی معیشت پر مثبت اثرات

اسلامی بینکاری ٹیکس نظام، زکوٰۃ، صدقات اور وقف جیسے اداروں کے ساتھ مل کر ریاستی فلاحی نظام کو مضبوط کرتی ہے۔ اس سے قرضوں پر انحصار کم اور اندرونی وسائل پر اعتماد بڑھتا ہے۔

9. عالمی سطح پر قابل عمل متبادل نظام

اسلامی بینکاری آج غیر مسلم ممالک میں بھی قبولیت حاصل کر رہی ہے، جو اس کے عالمگیر، اخلاقی اور پائیدار ہونے کی دلیل ہے۔ یہ نظام عالمی معیشت کو سودی استحصال سے پاک ایک متوازن راستہ فراہم کرتا ہے۔

اسلامی بینکاری کے عملی اثرات یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ نظام صرف مذہبی تقاضا نہیں بلکہ ایک جامع، منصفانہ اور پائیدار معاشی حل ہے۔ اگر اسے صحیح معنوں میں نافذ کیا جائے تو یہ فرد کی اخلاقی اصلاح، معاشرتی عدل اور عالمی مالی استحکام میں مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

خلاصہ بحث و نتائج

اس تحقیق میں عصر حاضر کے بینکاری نظام کا اسلامی نقطہ نظر سے جائزہ لیا گیا اور اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ موجودہ سودی بینکاری نظام دینی، اخلاقی اور معاشرتی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں سود کی قطعی حرمت، اس کے فرد اور معاشرے پر منفی اثرات، اور اسلامی تصور عدل کے تقاضوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ سودی نظام دولت کے ارتکاز، طبقاتی تفریق اور معاشی عدم استحکام کا سبب بنتا ہے، جبکہ اسلامی بینکاری شراکت، ذمہ داری اور حقیقی معاشی سرگرمی کو فروغ دیتی ہے۔

مطالعے سے یہ بھی واضح ہوا کہ اسلامی بینکاری کا نظام محض سود سے اجتناب تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک مکمل اخلاقی و معاشی فریم ورک فراہم کرتا ہے، جس کی بنیاد عدل، شفافیت، خطرے میں شراکت اور حقیقی اثاثوں سے وابستہ لین دین پر قائم ہے۔ مزید یہ کہ اسلامی بینکاری نہ

صرف مسلمانوں کے لیے دینی اطمینان کا ذریعہ ہے بلکہ یہ عالمی سطح پر مالی استحکام اور پائیدار ترقی کے لیے ایک مؤثر متبادل نظام بھی پیش کرتی ہے۔

نتائج کے طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ بینکاری نظام کی اسلامی تشکیل عصر حاضر کی ایک ناگزیر ضرورت ہے، جس کے لیے مضبوط شرعی نگرانی، مؤثر قانونی و ریگولیٹری اصلاحات، مالیاتی اداروں کی تنظیم نو اور عوامی آگاہی ناگزیر ہیں۔ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اگر اسلامی بینکاری کو خلوص نیت اور صحیح اصولوں کے ساتھ نافذ کیا جائے تو یہ نہ صرف سودی نظام کے نقصانات کا ازالہ کر سکتی ہے بلکہ ایک منصفانہ، متوازن اور اخلاقی معاشی نظام کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔

حوالہ جات

- 1 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 3، سورۃ البقرہ: 279
- 2 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 3، سورۃ البقرہ: 276
- 3 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 3، سورۃ البقرہ: 279
- 4 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 3، سورۃ البقرہ: 275
- 5 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 3، سورۃ البقرہ: 276
- 6 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 3، سورۃ البقرہ: 278
- 7 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 6، سورۃ النساء: 161
- 8 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 2، سورۃ البقرہ: 172
- 9 القرآن الکریم، پارہ نمبر: 14، سورۃ النحل: 90
- 10 القشیری، امام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (رقم الحدیث: 1598)، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- 11 القشیری، امام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (رقم الحدیث: 1015)، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- 12 فیروز الدین الحاج مولوی، جامع فیروز اللغات اردو، فیروز سنز کراچی
- 13 دکتور عبدالرزاق رحیم جدی، المصارف الاسلامیۃ بین النظریۃ والتطبیق، دار أساسۃ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۸ء، (اردن) عمان صفحہ نمبر ۱۷۴
- 14 محاضرات معیشت و تجارت، محولہ بالا صفحہ نمبر: ۳۷۴
- 15 المرغینانی، برهان الدین ابوالحسن، علی بن عبد الجلیل ابو بکر الرشدانی، الھدایہ، مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۴۶۸ھ/۲۰۰۸ء
- 16 خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۰۰
- 17 الشعبانی، محمد بن الحسن، موطا امام مالک دمشق دار القلم، رقم الحدیث: ۲۳۲۵
- 18 اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ص ۲۶
- 19 اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ ص ۴۱۹

- ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد بن محمد، المغنی دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۳۲/۹۱، ص ۲۰۵
- اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۰۵
- عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، دارالکتب العلمیہ لبنان رقم الحدیث ۷۶/۱۳۲۳، ص ۷
- بخاری، کتاب البیوع، باب بیع سلم، رقم الحدیث ۲۴۱۳
- اکاسانی، بدائع الصنائع، علاؤالدین ابوبکر بن مسعود اکاسانی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ج 5 ص 2
- حافظ ذوالفقار، دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، ص 199
- صدیقی، مولانا اعجاز احمد، اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ، ص ۵۱
- القرآن الکریم، پارہ: 28، سورۃ الحشر: 17
- القشیری، امام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (رقم الحدیث: 1598)، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- القرآن الکریم، پارہ: 2، سورۃ البقرہ: 172

References

1. The Holy Quran, Part 3, Surah Al-Baqarah: 279
2. The Holy Quran, Part 3, Surah Al-Baqarah: 276
3. The Holy Quran, Part 3, Surah Al-Baqarah: 279
4. The Holy Quran, Part 3, Surah Al-Baqarah: 275
5. The Holy Quran, Part 3, Surah Al-Baqarah: 276
6. The Holy Quran, Part 3, Surah Al-Baqarah: 278
7. The Holy Quran, Part 6, Surah Al-Insa': 161
8. The Holy Quran, Part 2, Surah Al-Baqarah: 172
9. The Holy Quran, Part 14, Surah An-Nahl: 90
10. Al-Qushayri, Imam Muslim bin Al-Hajjaj, Sahih Muslim (Hadith No. 1598), Dar Al-Kuttab Al-Ilmiyah, Beirut
11. Al-Qushayri, Imam Muslim bin Al-Hajjaj, Sahih Muslim (No. Hadith: 1015), Dar Al-Kuttab Al-Ilmiyah, Beirut
12. Firuzuddin Al-Haj Maulvi, Jamia Firuz Al-Lughat Urdu, Firuz Sons Karachi
13. Dr. Abdul Razzaq Rahim Jadi, Al-Masraf Al-Islamiyah Bin Al-Nasriyah Wal-Ta'iqib, Dar Osama For Publishing And Distribution, 1998, (Jordan) Amman, page 174
14. Lectures on Economics and Trade, cited above, page 374
15. Al-Marghinani, Burhanuddin Abul-Hasan, Ali bin Abdul Jalil Abu Bakr Al-Rashdani, Al-Hidayah, Maktaba Imdadiyah Multan, 208/1468,3
16. Khalil-ur-Rahman Javed, A Review of Islamic Banking in the Light of Islamic Teachings, p. 400
17. Shabani, Muhammad bin Al-Hasan, Muwatta Imam Malik Damascus Dar Al-Qalam, Hadith No. 2325
18. Foundations of Islamic Banking, p. 26
19. A Review of Islamic Banking in the Light of Islamic Teachings, p. 419
20. Ibn Qudamah, Abdullah bin Ahmad bin Muhammad, Al-Mughni Dar Al-Kuttab Al-Ilmiyah Beirut 91/4,1432
21. A Review of Islamic Banking in the Light of Islamic Teachings, p. 405
22. Asqalani, Ibn Hajar, Ahmad bin Ali, Fath al-Bari, Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Lebanon, Hadith No. 76/7,1323

-
23. Bukhari, Kitab al-Bay', Bab al-Bay' as-Salaam, Hadith No. 2413
 24. Al-Kasani, Bi'a' al-Sana', Alauddin Abu Bakr bin Masood al-Kasani, HM Saeed Company, Karachi, Vol. 5, p. 2
 25. Hafiz Zulfiqar, Shariah Rulings on Modern Financial Transactions, p. 199
 26. Samdani, Maulana Ijaz Ahmad, Rent in Islamic Banks, p. 51
 27. The Holy Quran, Part: 28, Surah al-Hashr: 17
 28. Qushayri, Imam Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim (Hadith No. 1598), Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut.
 29. The Holy Quran, Part: 2, Surah al-Baqarah: 172
-